اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا (ھود:6)

و قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی مَقَامٍ آخَرْ

نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَھُمْ مَّعِیْشَتَھُمْ (الزخرف:32)

و قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی مَقَامٍ آخَرْ

وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ ز وَمَا نُنَزِّلُہٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر:21)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

## قرآن مجید کلام اللہ ہے:-

انسان اللہ رب العزت کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (التین:4) کے مصداق انسان اشرف المخلوقات ہے۔ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ (بنیٓ اسرآئیل:70) کا حکم دے کر پروردگار نے اسے فضیلت بخشی۔ اس کیلئے زمین و آسمان کے درمیان محل سجا دیا۔ زمین کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰھَا فَنِعْمَ الْمٰھِدُوْنَ (الذیرت:48) زمین کو اللہ تعالیٰ نے فرش کی مانند بنایا۔ آسمان کے بارے میں فرمایا وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا (الانبیآء:32) اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنا دیا پھر اس چھت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خوبصورت نظر آنے کے لئے سجا دیا۔ ارشاد فرمایا، وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَ جَعَلْنٰھَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ (الملک:5) اللہ تعالیٰ نے ستاروں کی قندیلیں (شمعیں) آسمان کے اوپر روشن کر دیں۔ اللہ

تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آسمان کو کیسا بنایا؟ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا (لقمن:10) تم دیکھتے ہو کہ بغیر ستونوں کے یہ آسمان کھڑا ہے۔تم اس کی طرف غور سے دیکھو، هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ (الملك:3) کیا تمہیں اس میں کوئی نقص نظر آتا ہے۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ (الملك:4) فرمایا، دیکھنے والے! تو دوسری دفعہ پھر اسے دیکھ، تیری نگاہ ناکام واپس لوٹے گی اور تمہیں پروردگار کی اس آسمان کی تخلیق میں کوئی کمی کوتاہی نظر نہیں آئے گی۔ زمین کا فرش بنایا تو انسان کی ضروریات کے لئے اس میں پھل پھول، میوے اور زراعت پیدا فرمادی۔ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ زَيَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ○ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ ○ تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ○ (ق:6-8) اس میں اُس بندے کے لئے عبرت کی باتیں ہیں جس کے اندر رجوع ہوتا ہے، جس کے اندر انابت ہوتی ہے۔ پھر پروردگار عالم نے انسان کی ضرورت کے لئے سورج، چاند اور ستاروں کا نظام بنادیا۔ وَ الشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ (یٰسٓ:38) یہ سورج اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔قدرت نے جو کام ان کے ذمے لگائے ہیں وہ احسن طریقے پر سرانجام دے رہے ہیں۔ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (یٰسٓ:40) سورج کو زیب نہیں دیتا کہ وہ پکڑ سکے چاند کو، اور رات بھی دن سے پہلے نہیں آسکتی۔۔ یہ سورج، چاند اور ستارے اپنے اپنے دائروں میں تسبیح بیان کررہے ہیں۔ گویا پروردگار عالم نے ایک نظام بنایا اور پھر انسان سے کہا کہ اے انسان! تو

ذرا آنکھ کھول کر میرے اس نظام کو تو دیکھ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف طریقوں سے اپنی طرف متوجہ فرمایا۔ کہیں اَلَمْ تَرَ (الفیل:1) ارشاد فرمایا تو کہیں اَلَمْ تَرَوْا (لقمن:20) کے ساتھ بندوں کو متوجہ کیا گیا۔ سورۃ غاشیہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَیْفَ خُلِقَتْ ○ وَاِلَى السَّمَآءِ كَیْفَ رُفِعَتْ ○ وَاِلَى الْجِبَالِ كَیْفَ نُصِبَتْ ○ وَاِلَى الْاَرْضِ كَیْفَ سُطِحَتْ ○ (الغاشیہ:17-19) کیوں نہیں دیکھتے، کیا یہ حقانیت کی دلیل نہیں ہے اور کبھی اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے فرمایا اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ ○ وَلِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِ ○ وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ ○ (البلد:8-10) کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں، زبان نہیں دی، دو ہونٹ نہیں بنائے۔ اور کہیں اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ○ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ○ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ○ (النبا:6-8) گویا اللہ تعالیٰ انسان کو آنکھیں کھول کر مظاہر قدرت پر نظر ڈالنے کی دعوت دے رہے ہیں کہ آنکھ کھول اور ذرا دیکھ میرے اس شاہکار کو۔ اس میں غور کر، تجھے میری قدرت کا پتہ چلے گا، تجھ پر میرے کمالات منکشف ہوں گے کہ میں کامل قدرت والا کیا کیا کر سکتا ہوں۔

### تخلیق انسانی کا مقصد:

اللہ رب العزت اپنے بندوں کو ان الفاظ کے ساتھ اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ کیا ہم نے تیرے لئے یہ نہیں بنایا، یہ نہیں بنایا، تاکہ انسان ان چیزوں کو دیکھے، غور کرے اور اپنے پروردگار حقیقی کی نعمتوں کا شکر ادا کرے۔ ان تمام چیزوں کو بنا کر پھر انسان کو بتایا گیا کہ اِنَّ الدُّنْیَا خُلِقَ لَكُمْ وَ اِنَّكُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَةِ یہ ساری کی ساری دنیا تمہارے لئے بنائی گئی ہے مگر تمہیں ہم نے آخرت کے لئے بنایا ہے۔

دنیا میں ہوں دنیا کا طلبگار نہیں ہوں بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

مومن دنیا میں تو ہوتا ہے مگر دنیا کا طلب گار نہیں ہوتا۔ یہ دنیا کے لئے نہیں بلکہ دنیا اس کے لئے بنائی گئی ہے۔

کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے چاند، سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
بحر و بر، شمس و قمر، ما و شما کے واسطے یہ جہاں تیرے لئے ہے تو خدا کے واسطے

یہ سب کچھ پروردگار نے ہمارے لئے بنایا اور ہمیں اس نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذریت:56) اور جنوں اور انسانوں کو ہم نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ گویا ہمارا مقصد زندگی اللہ رب العزت کی بندگی ہے۔

## بندگی کسے کہتے ہیں؟

بندگی کسے کہتے ہیں؟ بندگی یہ ہے کہ انسان اپنے آقا کے حکم کے مطابق اپنی زندگی گزار رہا ہو اور اپنی مرضی کو مولا کی مرضی میں گم کر چکا ہو۔

## ایک مثال سے وضاحت:

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب بقرعید آتی ہے تو کچھ لوگ کئی کئی ماہ پہلے دنبہ یا بکرا لے کر پالتے ہیں۔ وہ اسے خوب کھلاتے پلاتے ہیں اور سجاتے ہیں۔ وہ دنبہ یا بکرا ان سے کافی مانوس ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب کبھی وہ شام کو اپنے دنبے کو لے کر گھر سے نکلتے ہیں تو وہ اس جانور کی رسی نہیں پکڑتے بلکہ جب مالک چلتا ہے تو وہ بھی ساتھ ساتھ چلتا ہے اور جب مالک رکتا ہے تو وہ بھی ساتھ ہی رک جاتا ہے۔ ایسے جانور کو پنجابی میں ”راکھواں لیلا یا دنبہ،، کہتے ہیں۔ جس طرح وہ جانور اپنے مالک کے نقش قدم پر

چل رہا ہوتا ہے اسی طرح امتی کو بھی اپنے پیغبر علیہ السّلام کے نقش قدم پر چلنا ضروری ہوتا ہے۔ بالکل قدم بہ قدم زندگی گزارنی چاہیئے۔کھانا پینا، سونا جاگنا، غرض ہر کام نبی علیہ السّلام کے طریقے کے مطابق کرنے سے انسان میں کمال پیدا ہوتا ہے۔

## عالم بیداری میں زیارت نبوی ﷺ کے لئے نسخہ:

آج دنیا کہتی ہے کہ جی ایسا وظیفہ بتاؤ کہ جس سے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے۔ میرے محسن! میرے دوست! میں تجھے وہ وظیفہ نہ بتاؤں کہ تو بیداری کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کیا کرے۔

مشائخ فرماتے ہیں کہ جو انسان اپنی رفتار میں، اپنی گفتار میں، اپنے کردار میں، لیل ونہار میں، معاشرت میں، حتیٰ کہ اپنی زندگی کے ہر کام کاج میں نبی اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلنے میں کمال پیدا کر لیتا ہے اللہ رب العزت اسے جیتے جاگتے اپنے محبوب ﷺ کی زیارت کروا دیا کرتے ہیں۔سوتے میں دیکھتے ہو، جاگتے میں کیوں نہیں دیکھتے؟

## خدا طلبی......بلا طلبی!!!

مگر اس کے لئے کچھ کرنا پڑتا ہے، اپنے آپ کو بدلنا پڑتا ہے۔اور ہم کیا کہتے ہیں کہ بدلے بغیر سب کچھ مل جائے، ہم جو ہیں سو ہیں، اللہ تعالیٰ نے دینا ہے تو خود دے دے۔ یہ بے اعتنائی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کے زمرے میں آتی ہے۔بے طلبی اور خدا طلبی دو مختلف چیزیں ہیں۔طبیعت میں بے طلبی ہو اور زبان سے بندہ خدا طلب ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ خدا طلبی کے لئے سراپا طلب گار بننا پڑتا ہے۔

## ایک روپے کے سوالی کی حالت:

جس بندے نے آپ سے ایک روپے کا سوال کرنا ہو کبھی اس کی شکل دیکھا کریں اس نے ہاتھ پھیلایا

ہوا ہوتا ہے، مسکین چہرہ بنایا ہوتا ہے، عجیب وغریب عاجزانہ انداز میں کھڑا ہوتا ہے، آواز سے بھی بڑی مسکنت ظاہر ہوتی ہے، عجز ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے بول بولتا ہے کہ دل مائل ہو جائے۔ آنکھیں دیکھو تو سوالی، ہاتھ دیکھو تو سوالی، حتیٰ کہ پورا جسم سوالی بن کر کھڑا ہوتا ہے اور وہ آپ سے ایک روپے کا سوال کر رہا ہوتا ہے۔

**دعا کرتے وقت ہماری حالت:**

اے انسان! تو پروردگار سے خود پروردگار کے تعلّق کا سوال کرتا ہے اور تیری کیفیت کے اندر کوئی فرق نہیں آتا، بھلا تیرا یہ سوال کیسے پورا کیا جائے گا؟ روپیہ مانگنے والا تو یوں عاجز بن کر مانگے جبکہ ہم دعا مانگتے ہوئے کچھ اور سوچ رہے ہوتے ہیں۔ دوست یہ بھی بتاتے ہیں کہ دعا پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ایک ہوتا ہے دعا کرنا اور ایک ہوتا ہے دعا پڑھنا۔ دونوں میں فرق ہے۔ آج کل ہم دعائیں پڑھتے ہیں۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا (البقرہ:201) رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا (الاعراف:23) یہ دعائیں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ جب تک دعائیں پڑھتے رہیں گے نتیجہ ظاہر نہیں ہوگا۔ جب دعائیں کرنا شروع کریں گے تب ان کے نتائج بھی سامنے آنا شروع ہو جائیں گے۔

**دعا کرنے کا طریقہ:**

دعا کرنا کیا ہوتا ہے؟ دعا کرتے وقت انسان سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک سراپا سوال بنا ہوتا ہے، پھر اس کے جسم پر ایک کیفیت طاری ہوتی ہے جسے تضرع کہتے ہیں، زاری کہتے ہیں۔ اس کیفیت میں رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر اللہ کی عظمت کو وہ سوچتا ہے کہ میں کسی حیثیت کا حامل نہیں اور پھر جب پروردگار کے سامنے وہ دامن دراز کرتا ہے تو پروردگار اس کے دامن مراد کو گوہر مراد

سے بھر دیا کرتے ہیں۔

## دعائیں لینے کے طریقے:

آج کل کے نوجوانوں کو دعائیں کروانے کا شوق رہتا ہے دعائیں لینے کا شوق نہیں ہے۔ دعا کروانا اور چیز ہے اور دعا لینا اور چیز ہے۔ دعائیں کروانا تو یہ ہوا کہ حضرت جی! دعا کیجئے، ابو! دعا کیجئے! امی! دعا کیجئے۔ اور ایک دعائیں لینا ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ سالک وظائف واوراد میں اور اتباع سنت میں اتنی پابندی کرے کہ شیخ کی نظر پڑے تو اس کا دل باغ باغ ہو جائے اور شیخ کے دل سے بے اختیار دعائیں نکلنا شروع ہو جائیں۔ اسی طرح بیٹا اتنا فرمانبردار بنے کہ باپ کی اس کے چہرے پر نظر پڑے تو باپ کے دل سے بیٹے کے لئے دعائیں نکل رہی ہوں۔ بیٹا ماں کی اتنی خدمت کرے کہ ماں بیٹے کی طرف نظر اٹھائے تو ماں کی زبان سے دعائیں نکلتی چلی جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعائیں لینے والوں میں سے بنا دے۔ کام تبھی بنتا ہے جب انسان کسی کی دعائیں لیتا ہے۔

## نوجوانوں کے دل میں ماں باپ کی حیثیت:

آج کل کے نوجوان ماں کی کوئی وقعت نہیں سمجھتے۔ ماں کو تو سمجھتے ہیں کہ بس اللہ میاں کی گائے ہے جو گھر میں پل رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ تو مفت کی خادمہ ملی ہوئی ہے، میں راضی ہوں یا ناراض اس نے تو میری خدمت کرنی ہے، یہ میری محبّت کی ماری ہوئی ہے، میں جو مرضی کہوں گا اس نے تو سننا ہی ہے۔ اور باپ کے بارے میں یہ حال ہوتا ہے کہ ذرا اٹھارہ بیس سال کی عمر ہوئی تو باپ سے یوں نفرت کرتا ہے جیسے کوئی پاپ (گناہ) سے نفرت کیا کرتا ہے۔ اس سے پوچھا جائے کہ تمہارے ہاتھ میں کوئی لاٹھی دے دی جائے تو سب سے پہلے کس کے سر پر مارے گا تو کہے گا کہ باپ کے سر پر۔ نوجوانو! جب تمہارا یہ حال ہے تو پھر بتاؤ کہ کیسے فلاح پاؤ گے؟

## اولاد کے نمازی بننے کے لئے دعائیں:

غور کیجئے کہ آج اگر ایک چھ سال کا بچہ نماز پڑھنا سیکھ لیتا ہے تو وہ التحیات کے آخر میں کیا پڑھ رہا ہوتا ہے۔رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي (ابراھیم:40) اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنا دے۔اس چھ سال کے بچے کی اولاد تو نہیں ہوتی مگر وہ چھ سال کی عمر سے مانگ رہا ہوتا ہے۔ کیوں؟اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ جب یہ بچہ بڑا ہوگا تو اس کی شادی ہوگی۔اب اس بچے کی کیفیت تو سوچئے جس نے چھ سال کی عمر میں اپنی اولاد کے نمازی بننے کی دعائیں مانگیں اور جب اس کے بال سفید ہوگئے اور اپنے بچے جوان ہوگئے، تو وہ ان کو نماز کے لئے کہتا ہے مگر یہ سیدھے منہ باپ سے بات نہیں کرتے۔قرب قیامت کی نشانی ہے کہ انسان اپنے دوست کو اپنا سمجھے گا اور ماں باپ کے ساتھ نفرت کرے گا۔

## ماں باپ کو ملنے کی فضیلت:

ماں باپ کو اللہ تعالیٰ نے کیا مقام عطا فرمایا ہے؟ سبحان اللہ، اگر کوئی آدمی اپنے گھر سے یہ نیت لے کر چلے کہ میں اپنی ماں یا باپ سے جا کر ملوں گا تو ہر قدم اٹھانے پر اللہ تعالیٰ اس کو ایک نیکی عطا کرتے ہیں، ایک گناہ معاف کرتے ہیں اور جنت میں اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتے ہیں۔ماں یا باپ کے چہرے پر محبّت اور عقیدت کی ایک نظر ڈالنے پر اس آدمی کو ایک حج یا ایک عمرہ کرنے کا ثواب عطا کر دیا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا، اے اللہ کے نبی اکرم ﷺ! جو بار بار دیکھے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، جتنی بار دیکھے گا اتنی بار حج یا عمرہ کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔

## ماں باپ کی دعاؤں کا مقام:

ماں باپ کی دعاؤں کو کیا سمجھتے ہو؟ یاد رکھنا کہ یہ ماں ہی ہے کہ جب کبھی ہاتھ اٹھا دیا کرتی ہے تو اس کی دعا سیدھی عرش پہ جاتی ہے، آسمان کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اور اس دعا کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا اور دعا کو پروردگار کے حضور پہنچا دیا جاتا ہے۔

## ذرا سنبھل کر قدم اٹھانا:

ایک بزرگ کی والدہ فوت ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا، اے میرے پیارے! جس کی دعائیں تیری حفاظت کرتی تھیں وہ ہستی اب اس دنیا سے اٹھ گئی ہے، اب ذرا سنبھل کر قدم اٹھانا۔

## انوکھی تمنا:

نہ دعائیں لیں پیر استاد کی اور نہ دعائیں لیں ماں باپ کی اور تمنا کیا؟ کہ اللہ مل جائے۔ تجھے اللہ تو نہیں ملے گا البتہ تجھے ''کھلّہ،، ملے گا۔ یہ پنجابی زبان کا لفظ ہے، اس کا مطلب پوچھتے پھرنا کہ کھلا کیا ہوتا ہے۔

## رجب، شعبان اور رمضان کے فضائل:

آج کی رات دعائیں مانگنے کی رات ہے۔ تین مہینے، رجب، شعبان اور رمضان آگے پیچھے آتے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں ان تینوں مہینوں کی فضیلت بتائی گئی ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے فرمایا، رجب کو سال کے باقی مہینوں پر ایسی فضیلت دی گئی ہے جیسے قرآن مجید کو باقی کتابوں پر فضیلت حاصل ہے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ شعبان کو باقی مہینوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جیسی میں محمد رسول اللہ ﷺ کو باقی انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔ اور فرمایا کہ رمضان کو باقی مہینوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جیسی اللہ رب العزت کو اپنی مخلوقات پر فضیلت حاصل ہے۔

## لفظ شعبان کی تشریح:

بعض علماء نے لکھا ہے کہ شعبان کا لفظ ''شعبہ'' سے نکلا ہے۔ یہ لفظ اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ کام کے کسی ایک حصے کو شعبہ کہتے ہیں۔ شعبان کا لفظ بنا ہی اسی لئے ہے کہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے خاص شعبہ جات کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب ملک کے اندر الیکشن ہونے ہوتے ہیں تو کئی شعبہ جات کام کرنا شروع کر دیتے ہیں جو عام حالات میں کام نہیں کر رہے ہوتے یا تھوڑا کام کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر ان دنوں میں ان کا کام بڑھا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کا کام تو ہر وقت ہو رہا ہے مگر رجب، شعبان اور رمضان میں ان شعبہ جات کے کام کو پھیلا دیا جاتا ہے۔

## حروف کے اعتبار سے شعبان کی فضیلت:

بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ اس مہینے کو اس لئے شعبان کہتے ہیں کہ اس کے پانچ حروف ہیں۔ ش، ع، ب، الف، ن۔ ان حروف کی فضیلت اپنی جگہ پر ہے ''ش'' شرافت سے لیا گیا۔ ''ع'' علو مرتبت سے لیا گیا۔ ''ب'' بِــر (نیکی) سے لیا گیا۔ ''الف'' الفت سے لیا گیا (یعنی اللہ تعالیٰ کی محبّت) اور ''ن'' نور سے لیا گیا۔ ان پانچ الفاظ کے پہلے پہلے حروف کو ملا کر یہ لفظ بنا دیا گیا تا کہ بندوں کو پتہ چل جائے کہ اگر ہم اس مہینے میں عبادت کریں گے تو پروردگار کی طرف سے یہ پانچ نعمتیں عطا کر دی جائیں گی۔

## رزق کے فیصلوں کی رات:

بعض روایات میں آیا ہے کہ 15 شعبان کی رات رزق کے فیصلوں کی رات ہے۔ رزق کے زمرہ میں بیوی، بچے، صحت، عزت، مال و دولت، کپڑا، مکان ہر چیز شامل ہے۔ گویا آج ہماری جتنی پریشانیاں ہیں وہ ساری کی ساری عموماً رزق ہی سے متعلّقہ ہوتی ہیں۔ آئندہ سال کے ان فیصلوں کی رات آج ہے۔ فہرستیں آج رات ہی بنتی ہیں اور یہ رمضان المبارک میں لیلۃ القدر میں فرشتوں کے حوالے کر دی

جاتی ہیں۔ جیسے ڈیپارٹمنٹ کے اندر فہرستیں بنتی ہیں اور پھر ٹیکنیشن کے حوالے کر دی جاتی ہیں کہ اس پر عمل کر لیا جائے۔

## پندرہ شعبان کا روزہ:

اس لئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس رات میں آدمی کے آئندہ سال زندہ رہنے یا مرنے کے فیصلے ہوتے ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ جب وہ فیصلہ ہو تو میں اس وقت روزے کے ساتھ ہوں۔ ایام بیض کے تو ویسے بھی روزے رکھنے چاہئیں۔ تاہم پندرہ شعبان کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

## سب خزانوں کا مالک کون؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ھود:6) کہ زمین میں چلنے پھرنے والی ہر چیز کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ البتہ تقسیم اس کی اپنی ہے۔ فرمایا نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ (الزخرف:32) ہم نے ان کے درمیان معیشت کو تقسیم کر دیا ہے۔ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ز وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر:21) جو کوئی بھی چیز ہے اس کے پاس خزانے ہیں مگر ہم ایک معلوم مقدار کے مطابق اسے اتارتے ہیں۔ خوشی کے خزانے بھی اسی کے پاس، غم کے خزانے بھی اسی کے پاس، آرام کے خزانے بھی اسی کے پاس، بے آرامی کے خزانے بھی اسی کے پاس، عزت کے خزانے بھی اسی کے پاس، ذلت کے خزانے بھی اسی کے پاس، صحت کے خزانے بھی اسی کے پاس اور بیماری کے خزانے بھی اسی کے پاس ہیں۔ جب سب خزانوں کا مالک وہی ہے لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الزمر:63) اسی کے ہاتھ میں آسمان اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں تو کیوں نہ ہم آج کی رات اپنے لئے رحمتوں کے خزانوں کی نعمتیں مانگ لیں۔ ہم کیوں نہ

پروردگار سے یہ سوال کریں کہ اے اللہ! ہمارے لئے خیر کے فیصلے فرما دے، ہمارے لئے فضل وکرم کے فیصلے فرما دے۔

### ذکر الٰہی سے منہ موڑنے کا وبال:

ہماری اپنی بے اعتدالیوں اور غفلتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ رزق کو سکیڑ دیتے ہیں۔ فرمایا وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (طٰهٰ:124) جس نے میری یاد سے، میرے قرآن سے اعراض کیا ہم اس کی معیشت کو تنگ کر دیتے ہیں۔ گویا دنیا میں نقد عذاب تو یہ ملا کہ معیشت کو تنگ کر دیا اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا کھڑا کر دیں گے۔ یہ دنیا میں ہمارے حکموں سے اندھا بنا رہا اس لئے ہم اس کو قیامت کے دن اندھا کر کے کھڑا کریں گے۔

### پریشانیوں کی اصل وجہ:

میرے دوستو! ہماری پریشانیاں ہمارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (الشوریٰ:30) جو مصیبتیں تمہیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہیں۔ اگر ہم اپنی زندگیوں پر غور کریں تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ ہم میں سے کسی کی پریشانی مال سے متعلّق ہو گی۔ ایسا بندہ چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھتا ہے تو اس کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ بس اتنے پیسے مل جائیں، پھر میری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ کسی کے پاس مال تو ہے مگر اولاد نہیں۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر مجھے اولاد مل جائے تو میری زندگی میں بہار آجائے۔ کسی کے پاس اولاد تو ہے مگر اولاد کی صحت ٹھیک نہیں۔ وہ سوچتا ہے کہ میری یہ بیٹی ٹھیک ہو جائے تو میرے گھر میں سکون ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ہمارے گناہوں کا وبال ہے۔ اگر ہم گناہ

کرنا چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں غیب کے خزانوں سے کھلانا شروع کر دیں۔

## اولیاء اللہ کہاں سے کھاتے ہیں؟

یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو وہاں سے کھلاتے ہیں جہاں سے وہ اپنے انبیاء کو کھلایا کرتے تھے۔ کیا انبیائے کرام اس دنیا میں نوکریاں کرتے تھے؟ وہ تو دین کا کام کرتے تھے اور پروردگار اس دین کے کام کے صدقے ان کو دنیا کی نعمتیں عطا فرما دیا کرتے تھے۔ ہم بھی اگر دین کا کام کریں گے تو یہ دنیا قدموں میں نچھاور ہو گی۔

## اچھے عالم کی پہچان:

اچھا عالم وہ ہوتا ہے جس کے دل میں استغناء ہو۔ علماء اور طلباء کی خدمت میں گزارش ہے کہ اللہ کے خزانوں پر نظر رکھئے۔ کسی کی جیب پر نظر رکھنے کی ضرورت نہیں۔ ان دنیا دار غافلین کو استغناء کی چھری سے ذبح کیجئے۔ علم کا وقار پیدا کر لیجئے۔ پھر دیکھئے کہ کیسے عزتیں ملتی ہیں۔ ہر بندے کو اللہ تعالیٰ ہی رزق پہنچاتے ہیں اور پھر رزق میں برکت بھی وہی دیتے ہیں۔

## بند پتھر میں روزی:

ہمارے ایک دوست M.B.B.S ڈاکٹر تھے۔ وہ ایک مرتبہ بیوی بچوں کو ساتھ لے کر سوات کے علاقے میں سیر کرنے کے لئے گئے۔ وہاں ایک جگہ پر گول سا خوبصورت پتھر پڑا دیکھا۔ انہیں اچھا لگا۔ بیوی نے بھی کہا کہ اس کا وہی رنگ ہے جو ہمارے ڈرائنگ روم کے پینٹ کا رنگ ہے اس لئے ہم اسے لے جاتے ہیں۔ ڈرائنگ روم میں سجائیں گے۔ ان بیچاروں کو کلر میچنگ سے فرصت نہیں ملتی۔ خاوند نے کہا، بہت اچھا۔ وہ اٹھا کے اس کو لے آئے اور ڈرائنگ روم میں سجا دیا۔ دو سال وہ پتھر ان کے گھر میں پڑا رہا۔ ایک دن وہ ڈاکٹر صاحب اس پتھر کو اٹھا کر دیکھنے لگے۔ اچانک وہ پتھر اس کے ہاتھ سے نیچے گر کر

ٹوٹ گیا۔اس کے دوٹکڑے ہو گئے ۔اس نے کیا دیکھا کہ پتھر کے بالکل درمیان میں ایک خلاء ہے اور خلاء کے اندر ایک کیڑا ہے۔جب پتھر ٹوٹا تو کیڑے نے چلنا شروع کر دیا۔اب بتائیں کہ بند پتھر میں اس کیڑے کو کس پروردگار نے رزق عطا کیا۔

### ایک الہامی بات:

عطا بن ابی رباحؒ مشہور تابعین میں سے ہیں۔آپ کا شمار امام ابو حنیفہؒ کے اساتذہ میں ہوتا ہے۔آپ غلام تھے مگر دل کے بادشاہ تھے۔آپ الہامی باتیں ارشاد فرمایا کرتے تھے۔فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بات ڈالی کہ اے عطا! میں بھی تجھے رزق دے کر رہوں گا۔یہ کیسے ممکن ہے کہ تو رو رو کر مجھ سے رزق مانگے اور پھر میں تجھے رزق عطا نہ کروں۔

### رزق سے برکت نکلنے کی وجہ:

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ تو ہمیں رزق عطا فرما دیتے ہیں مگر ہم اس رزق کا استعمال غلط طریقے سے کرتے ہیں۔جس کی وجہ سے اس رزق سے برکت نکل جاتی ہے۔جب برکت اٹھ جاتی ہے تو جتنا کماتے چلے جائیں گے ضرورتیں اس سے زیادہ بڑھتی چلی جائیں گی۔حتیٰ کہ انسان کروڑوں کی فیکٹریوں کا مالک ہو کر بھی روتا پھرتا ہے کہ میں قرضے میں دبا ہوا ہوں۔

### ایک منیجر کا رونا دھونا:

مجھے ایک منیجر صاحب تقریباً 12 سال پہلے ملنے کے لئے آئے اس وقت اس کی تنخواہ ستر ہزار روپے تھی۔اسے فیکٹری کی طرف سے دو کاریں، کوٹھی، گارڈ اور میڈیکل فری کی سہولیات حاصل تھیں۔اس کے تین بچے تھے۔انہوں نے آ کر اپنے حالات سنائے اور آنسوؤں سے رو پڑے۔میں نے پوچھا کہ آپ رو کیوں رہے ہیں؟ کہنے لگے، میں کس کے سامنے دل کھولوں کہ میرے اخراجات پورے نہیں

ہوتے۔ میں نے پوچھا، وہ کیسے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے نئی گاڑی نکلوائی، چار دن بھی نہیں ہوئے تھے کہ ایکسیڈنٹ سے وہ گاڑی بالکل ختم ہوگئی۔ اوراب تک مجھے سات لاکھ روپے کا نقصان ہو چکا ہے۔ بیچارے ہزاروں کماتے تھے اور لاکھوں گنوا بیٹھتے تھے۔ اور اتنا کما کر بھی روتے تھے کہ میرے خرچ پورے نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ رزق تو دیتے ہیں مگر ہمارے کرتوت رزق کی برکت کو ضائع کر دیتے ہیں۔

## رزق میں اتنی برکت......!!!

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے زمانے میں ایک آدمی تھا۔ وہ بڑا غریب تھا۔ نان شبینہ کو ترستا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا، اے اللہ کے پیغمبر! آپ کوہ طور پر جا کر اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی فرماتے ہیں۔ ذرا اس مرتبہ میری فریاد بھی پہنچا دیجئے کہ اے اللہ! زندگی کے جتنے دن باقی ہیں ان دنوں کا میرا جو رزق بنتا ہے۔ وہ اکٹھا ایک ہی دفعہ مجھے دے دیجئے۔ مقصد یہ تھا کہ میں کچھ دن تو پیٹ بھر کر کھا لوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کوہ طور پر جا کر یہ فریاد پہنچا دی۔ چنانچہ اس بندے کو اس کی پوری زندگی کا رزق مل گیا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السّلام اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ دو چار سال گزرنے کے بعد حضرت موسیٰؑ کو اچانک خیال آیا کہ پتہ نہیں کہ وہ بندہ زندہ بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ جب جا کر پتہ کیا تو دیکھا کہ اس جگہ پر محل بنا ہوا ہے، دستر خوان لگا ہوا ہے، مخلوق خدا کھا رہی ہے اور وہ خود بھی بڑی ٹھاٹھ کی زندگی گزار رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام بڑے حیران ہوئے کہ یا اللہ! اس آدمی کو جو ساری زندگی کا رزق ملا تھا وہ تو تھوڑا سا تھا اور اب تو اس کے وارے نیارے ہو چکے ہیں۔ رب کریم نے فرمایا، اے میرے پیارے پیغمبر! اگر وہ اپنی ذات پر استعمال کرتا تو اس کا رزق تو وہی تھا جو ہم نے اسے دے دیا تھا۔ اس نے اس رزق سے نفع بخش تجارت کی کہ اس نے فقراء اور

مساکین کو کھلانا شروع کر دیا اور جو میرے راستے میں خرچ کرتا ہے میں اس کو کم از کم دس گنا واپس لوٹا دیتا ہوں۔اس کو اس تجارت میں اتنا نفع ہوا کہ آج وہ مالدار بنا ہوا ہے۔

### حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اور انفاق فی سبیل اللہ:

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کو ماہانہ تین روپے تنخواہ ملتی تھی۔ دو روپے سے گھر کے اخراجات پورے کرتے تھے اور ایک روپیہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرتے تھے۔علماء اور طلباء یہ بات ذرا دل کے کان کھول کر سنیں ۔ آج ہم سینکڑوں کی تنخواہ لے کر بھی کوئی پیسہ خرچ نہیں کرتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری اپنی ضروریات ہی پوری نہیں ہوتیں ۔اس سے بے برکتی ہوتی ہے ۔ اگر ہم اللہ کے وعدوں پر بھروسہ کرتے ہوئے خرچ کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کو 70 گنا زیادہ بنا کر ہمیں واپس لوٹا دیں گے۔

### خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ اور انفاق فی سبیل اللہ:

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کا یہ حال تھا کہ جب کبھی اخراجات کرتے کرتے پیسے کم ہو جاتے تو جو رہ جاتے تھے ان کو بھی جلدی سے صدقہ کر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب جیب خالی ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ خود جیب کو بھر دیتے ہیں ۔اور ہماری یہ حالت ہے کہ جو بچ جائے اس کو ہم سنبھال سنبھال کر رکھتے ہیں۔کیوں؟ اس لئے کہ دل پیسوں سے لگا ہوا ہے۔

### دنیاداروں کے لئے چیلنج:

میں نے ایک مرتبہ کراچی میں تقریر کی۔میمن حضرات کا مجمع تھا۔میں نے کہا کہ آپ تو تاجر حضرات ہیں ،دنیا کو دیکھنے والے ہیں، ذرا بتائیے کہ آپ نے کبھی کسی عالم باعمل کو یا حافظ باعمل کو بھوک اور پیاس سے ایڑیاں رگڑتے ہوئے مرتے دیکھا ہے؟ کوئی مثال سنی ہو تو بتا دیجئے۔ پورا مجمع خاموش تھا۔کسی کے پاس کوئی مثال نہیں تھی ۔ میں نے کہا کہ میں ایم اے ایم ایس سی کی تو بات ہی نہیں کرتا، میں ایک

پی۔ایچ۔ڈی ڈاکٹر کی مثال دیتا ہوں ......ایک پی۔ایچ۔ڈی ڈاکٹر اپنی عمر کے ایسے وقت میں دیکھا کہ جہاں اس کو ایڑیاں رگڑتے رگڑتے موت آ گئی۔اس کو روٹی دینے والا اور اس کی خیر خبر پوچھنے والا کوئی نہیں تھا۔تو پھر بتاؤ کہ رزق کس راستے سے ملتا ہے؟ دین کے راستے سے یا دنیا کے راستے سے۔

## اولاد کی تربیت کی پہلی اینٹ:

آج ہم اپنی اولادوں کو بھاگ بھاگ کر انگریزی پڑھاتے ہیں۔پڑھائیے انگریزی مگر اس سے پہلے بچے کو مسلمان تو بنا لیجئے۔اسلام تو پڑھا لیجئے۔یہ کیا بات ہوئی کہ بچہ پیدا ہوا اور زبان کھولنے کے قریب ہوا تو ماں نے پڑھانا شروع کر دیا،

Twinkle, twinkle, little star,

How I wonder what you are.

صحابہ کرامؓ اپنے بچوں کو کلمہ پڑھایا کرتے تھے،قرآن کی آیتیں یاد کراتے تھے،اللہ کا نام یاد کراتے تھے آج کی مائیں اس بچے کو شروع میں ڈیڈی اور ماما کا نام سکھاتی ہیں۔جب پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھ دی تو یہ دیوار جتنی اونچی جائے گی اتنا ہی اس کا ٹیڑھا پن بڑھتا چلا جائے گا۔اس لئے بچوں کو سب سے پہلے دین پڑھائیے جب دیندار بن کر مشرق سے مغرب تک جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کا رزق پہنچا دیں گے۔

## حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی فقیرانہ زندگی:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ وقت کے خلیفہ تھے۔ایک مرتبہ آپ اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔آپ نے بیٹی کو آواز دی کہ بیٹی! میرے لئے پانی کا پیالہ لاؤ۔کافی دیر گزر گئی مگر بیٹی نہ آئی۔آپ نے پھر سختی سے بلایا۔بیوی نے آ کر پوچھا،کیا ہوا؟ فرمایا،میں نے بیٹی سے کہا کہ پانی کا پیالہ لا،اتنی دیر ہو گئی ہے

وہ ابھی تک پانی کا پیالہ لے کر نہیں آئی، کتنی نافرمان بنتی چلی جا رہی ہے۔ بیوی فاطمہ نے کہا، آپ کی بیٹی نافرمان نہیں، اس نے جو کپڑا پہنا ہوا تھا (شلوار کا) وہ پھٹ گیا تھا، وہ دوسرے کمرے میں اس شلوار کو اتار کر بیٹھی سی رہی ہے، اس کو سینے اور پہنے بغیر وہ کیسے آ سکتی ہے۔

وقت کا خلیفہ ہو اور اس کی بیٹی کے پاس پہننے کے لئے صرف ایک لباس ہو، یہ ان حکمرانوں کے امین ہونے کی دلیل ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ وہ خزانوں کی کنجیوں کے مالک تھے مگر ان کا غلط استعمال نہیں کیا کرتے تھے۔ شاہی ملنے کے باوجود انہوں نے فقیرانہ زندگی اختیار کی ہوئی تھی۔

### بیٹے گورنر بن گئے:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے گیارہ بیٹے تھے۔ آپ جب وفات پانے لگے تو ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا، عمر بن عبدالعزیز! آپ نے اپنے بچوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ آپ نے کہا، وہ کیسے؟ اس نے کہا، آپ سے پہلے جو لوگ حکمران تھے انہوں نے تو اپنی اولادوں کے لئے اتنی جائیدادیں بنا لیں، اتنے لاکھ درہم و دینار چھوڑے اور آپ نے اپنی اولاد کے لئے کچھ بھی نہ کیا۔ یہ سن کر آپ کو اس وقت غصہ آیا اور چہرے پر سرخی ظاہر ہوئی۔ آپ نے فرمایا، مجھے ذرا اٹھا کر بٹھا دو۔ چنانچہ آپ کو ٹیک لگا کر بٹھا دیا گیا۔ آپ نے فرمایا، اگر میں نے اپنی اولاد کو نیکی سکھائی ہے تو میرے پروردگار کا وعدہ ہے، وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:196) کہ نیک لوگوں کا ولی خود پروردگار ہوتا ہے۔ میں اپنے بیٹوں کو اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اور اگر یہ نیک نہیں ہیں تو مجھے بھی پروا نہیں کہ ان کے ساتھ دنیا میں کیا ہوتا ہے۔

آپ تو وفات پا گئے مگر امام شافعیؒ یا اسی طرح کی کوئی اور بزرگ شخصیت تھی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے

دیکھا کہ پہلے والے حکمران جنہوں نے اپنی اولادوں کے لئے لاکھوں درہم و دینار چھوڑے‘ ان کی اولاد کو دیکھا کہ وہ جامع مسجد کے دروازے پر بھیک مانگ رہی تھی اور میں نے عمر بن عبدالعزیزؒ کے بیٹوں کو دیکھا کہ ان کے گیارہ بیٹے مختلف علاقوں کے گورنر بنے ہوئے تھے، کیونکہ لوگوں کو ان سے بہتر بندہ ملتا کوئی نہیں تھا۔

## ایک عبرتناک واقعہ:

اسی شہر (جھنگ) میں ایک آدمی تھا جس کے پاس بہت مال پیسہ تھا۔ اس کی بڑی زمینیں تھیں۔ حتیٰ کہ ایک سے زیادہ ریلوے اسٹیشن اس کی زمین میں لگتے رہے۔ اور وہ کروڑوں کا مالک تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میرے پاس اتنی دولت ہے کہ میری سات نسلوں سے بھی ختم نہیں ہوگی۔

اس کی وفات کے بعد اس کا اکلوتا بیٹا اس کی جائیداد کا وارث بنا۔ جوانی کی عمر تھی اور مال کی فراوانی تھی۔ چنانچہ جوانی والے کاموں میں پڑ گیا۔ روز کے نئے مہمان آنا شروع ہوگئے۔ پیسہ پانی کی طرح بہنے لگا۔ اسی مہم میں اس نے ملک کے مختلف شہروں کے سفر کئے۔ جب یہاں سے دل بھر گیا تو دوستوں نے مشورہ دیا کہ بیرون ملک چلتے ہیں۔ چنانچہ باہر ملک کا سفر کیا۔ عیش و آرام اور لذات کی خاطر زمینیں بک گئیں، سارے پیسے خرچ ہوگئے حتیٰ کہ جس مکان میں رہتا تھا وہ مکان بھی بک گیا۔ جس آدمی نے یہ واقعہ مجھے بیان کیا اس نے اس فضول خرچی کرنے والے آدمی کو اس شہر کے چوک میں کھڑے بھیک مانگتے ہوئے دیکھا۔

## مہمان کا رزق:

اسی شہر میں ایک حکیم انصاری صاحب تھے۔ وہ وفات پا چکے ہیں۔ ہم سکول جایا کرتے تھے تو راستے میں ان کی دکان آتی تھی۔ اس وقت ان کے سفید بال تھے۔ ان کا تعلّق بھی مسکین پور شریف میں سلسلہ

نقشبندیہ سے ہی تھا۔ جب ہمارا بھی اس سلسلہ کے ساتھ غلامی کا تعلّق ہوا تو ہم بھی ان سے دعائیں لینے کے لئے عقیدت واحترام کے ساتھ ان کے پاس جاتے تھے۔

انہوں نے ایک واقعہ سنایا اور فرمایا کہ میں اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں۔ واقعہ یوں ہے کہ اس شہر سے کچھ فاصلے پر ایک گاؤں میں ایک صاحب کی اپنی بیوی کے ساتھ کچھ ان بن ہوگئی۔ ابھی جھگڑا ختم نہیں ہوا تھا کہ اسی اثناء میں ان کا مہمان آ گیا۔ خاوند نے اسے بیٹھک میں بٹھا دیا اور بیوی سے کہا کہ فلاں رشتہ دار مہمان آیا ہے اس کے لئے کھانا بناؤ۔ وہ غصے میں تھی۔ کہنے لگی، تمہارے لئے کھانا ہے نہ تمہارے مہمان کے لئے۔ وہ بڑا پریشان ہوا کہ لڑائی تو ہماری اپنی ہے، اگر رشتہ دار کو پتہ چل گیا تو خواہ مخواہ کی باتیں ہوں گی۔ لہٰذا خاموشی سے آکر مہمان کے پاس بیٹھ گیا۔

اتنے میں اسے خیال آیا کہ چلو بیوی اگر روٹی نہیں پکاتی تو سامنے والے ہمارے ہمسائے بہت اچھے ہیں ، خاندان والی بات ہے، میں انہیں ایک مہمان کا کھانا پکانے کے لئے کہہ دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ ان کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی کی طبیعت خراب ہے (اب یہ کیسے کہتا کہ نیت خراب ہے) لہٰذا آپ ہمارے مہمان کے لئے کھانا بنا دیجئے۔ انہوں نے کہا، بہت اچھا، جتنے آدمیوں کا کہیں کھانا بنا دیتے ہیں۔ وہ مطمئن ہوکر مہمان کے پاس آکر بیٹھ گیا کہ مہمان کو کم از کم کھانا تو مل جائے گا جس سے عزت بھی بچ جائے گی۔

تھوڑی دیر کے بعد مہمان نے کہا کہ ذرا ٹھنڈا پانی تو لا دیجئے۔ وہ اٹھا کہ گھڑے کا ٹھنڈا پانی لاتا ہوں۔ اندر گیا تو دیکھا کہ بیوی صاحبہ تو زاروقطار رو رہی تھیں۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ شیرنی اور اس کے آنسو۔ کہنے لگا، کیا بات ہے؟ اس نے پہلے سے بھی زیادہ رونا شروع کر دیا۔ کہنے لگی، بس مجھے معاف کر دیں۔ وہ بھی سمجھ گیا کہ کوئی وجہ ضرور بنی ہے۔ اس بیچارے نے دل میں سوچا ہوگا کہ میرے بھی بخت جاگ گئے

ہیں۔ کہنے لگا کہ بتاؤ تو سہی کہ کیوں رو رہی ہو؟ اس نے کہا کہ پہلے آپ مجھے معاف کر دیں پھر میں آپ کو بات سناؤں گی۔ خیر اس نے کہہ دیا کہ جو لڑائی جھگڑا ہوا ہے میں نے وہ دل سے نکال دیا ہے اور آپ کو معاف کر دیا ہے۔ کہنے لگی کہ جب آپ نے آ کر مہمان کے بارے میں بتایا اور میں نے کہہ دیا کہ نہ تمہارے لئے کچھ پکے گا اور نہ مہمان کے لئے، چلو چھٹی کرو، تو آپ چلے گئے مگر میں نے دل میں سوچا کہ لڑائی تو میری اور آپ کی ہے، اور یہ مہمان رشتہ دار ہے، ہمیں اس کے سامنے تو یہ پول نہیں کھولنا چاہئے۔ چنانچہ میں اٹھی کہ کھانا بناتی ہوں۔ جب میں کچن (باورچی خانہ) میں گئی تو میں نے دیکھا کہ جس بوری میں ہمارا آٹا پڑا ہوتا ہے، ایک سفید ریش آدمی اس بوری میں سے کچھ آٹا نکال رہا ہے۔ میں یہ منظر دیکھ کر سہم گئی۔ وہ مجھے کہنے لگا، اے خاتون! پریشان نہ ہو، یہ تمہارے مہمان کا حصہ تھا جو تمہارے آٹے میں شامل تھا، اب چونکہ یہ ہمسائے کے گھر میں پکنا ہے اس لئے میں وہی آٹا لینے کے لئے آیا ہوں۔...... جی ہاں، مہمان بعد میں آتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اس کا رزق پہلے بھیج دیتے ہیں۔

## نیک دل خاتون کی سخاوت:

ہمارے اس ضلع میں فیصل آباد روڈ پر ایک گاؤں میں ایک نیک خاتون رہتی تھی۔ وہ بہت زیادہ سخیہ تھی۔ وہ اتنی نیک دل، اتنی مہمان نواز اور اس قدر غریبوں پر خرچ کرنے والی تھی کہ لوگ اسے حاتم طائی کی بیٹی کہتے تھے۔ وہ گاؤں سڑک کے قریب ہی تھا۔ پہلے تو کوئی مستقل بس سٹاپ نہ تھا مگر دیہاتی لوگوں کی آمد و رفت کی وجہ سے آہستہ آہستہ سڑک کے اوپر بس سٹاپ بن گیا۔ اندر کے علاقوں کے دیہاتی لوگ پانچ دس میل چل کر وہاں آتے کہ ہم خرید و فروخت کے لئے بس پر بیٹھ کر شہر کو جائیں گے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ بس کا وقت ختم ہو جاتا تو ان بیچاروں کے پاس وہاں رہنے کے لئے انتظام نہیں ہوتا تھا وہ اسی حال میں بیٹھ کر رات گزارتے۔ بھوکے پیاسے رہتے۔ اگر عورتیں ساتھ ہوتیں تو اور زیادہ پریشانی ہوتی۔ اس

خاتون نے محسوس کیا کہ یہاں تو ان کے لئے کوئی بندوبست ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس نے اپنے خاوند سے کہا کہ کیوں نہ ہم لوگوں کی سہولت کے لئے ایک مہمان خانہ بنوادیں تاکہ وہ لوگ جورات کو آگے یا پیچھے نہیں جاسکتے وہ آسانی سے رات گزارسکیں اور وہ اگلے دن اپنے کام کے لئے روانہ ہوجایا کریں گے۔

خاوند کو یہ بات پسند آئی۔ چنانچہ اس نے مہمان خانہ بنوایا اور ایک آدمی رکھ کر ان کیلئے کھانا پکانے کا بندوبست کر دیا۔اب لوگ آنے جانے لگے۔اور جو آگے پیچھے نہیں جاسکتے تھے وہ رات کے وقت وہیں سے کھانا کھاتے اور آرام سے سو جاتے۔ پھر رات گزار کر اپنے کام کیلئے چلے جاتے۔ان میں سے کئی لوگ تلبیس ابلیس کی وجہ سے ''خیر خواہ،، بھی بن جاتے ہیں۔چنانچہ ایک ''خیر خواہ،، نے اس کے خاوند کو یہ مشورہ دیا کہ آپ کی بیوی تو آپ کو کنگال کر دے گی، روزانہ اتنا اتنا پکتا ہے اور فالتو لوگ آ کر کھا جاتے ہیں،ایسی سخاوت کا کیا فائدہ۔

جب دوستوں نے خاوند کو بار بار یہ مشورہ دیا تو خاوند کے دل میں بھی یہ بات آ گئی کہ بھئی یہ تو واقعی لوگوں نے تماشا بنالیا ہے۔ چنانچہ اس نے ایک دن فیصلہ کرلیا کہ مہمان خانہ بند کر دیا جائے۔ بیوی کو پتہ چلا تو وہ پریشان ہوئی کہ جب پروردگار نے ہمیں اتنی زمینیں دی تھیں کہ ہماری اپنی گندم سے ہی روٹی بنتی تھی اور سارا سال مہمان نوازی کا ثواب ملتا تھا،اب یہ نیکی کا ذریعہ بند ہوگیا ہے۔لیکن جب خاوند نے کہہ دیا تو بیوی خاموش ہوگئی۔ نیک بیویاں پھر بات کرنے کے لئے موقع ڈھونڈا کرتی ہیں، جھگڑے نہیں کیا کرتیں۔چنانچہ وہ موقع کی تلاش میں رہی۔

ایک دن خاوند سے کہنے لگی کہ آج میری طبیعت کچھ اداس سی ہے،گھر میں رہ رہ کر کچھ تنگ سی آ گئی ہوں ، کیوں نہ میں زمینوں سے ذرا ہو آؤں۔اس نے کہا، بہت اچھا۔خاوند اسے اپنی زمین پر لے کر چلا گیا۔

وہاں کنواں، باغ اور فصلیں تھیں۔ وہ تھوڑی دیر چلی پھری اور پھر آ کر کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئی اور کنویں کے اندر دیکھنا شروع کر دیا۔ خاوند بھی ادھر ادھر پھرتا رہا۔ کافی دیر کے بعد کہنے لگا، نیک بخت! چلیں دیر ہو رہی ہے۔ کہنے لگی، بس چلتے ہیں۔ پھر کنویں کے اندر دوبارہ جھانکنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے پھر کہا۔ وہ پھر جواب میں کہنے لگی، اچھا ابھی چلتے ہیں۔ اور پھر کنویں میں دیکھتی رہی۔ بالآخر خاوند نے کہا کہ خدا کی بندی! کنویں میں کیا دیکھ رہی ہو؟ کہنے لگی کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ خالی ڈول پانی میں جا رہے ہیں اور بھر بھر کر واپس آ رہے ہیں۔ مگر کنویں کا پانی جیسا ہے ویسا ہی ہے۔ اس نے کہا، خدا کی بندی! تو اگر سارا دن اور ساری رات بیٹھی رہے گی تو یہ پانی تو ایسے ہی رہے گا، خالی ڈول بھر بھر کے آتے رہیں گے مگر پانی میں کمی نہیں آئے گی۔ جب خاوند نے یہ بات کہی تو اس نیک دل خاتون نے کہا، اچھا کیا کنویں کا پانی ختم نہیں ہوتا؟ اس نے کہا کہ واقعی کنویں کا پانی ختم نہیں ہوتا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگی، اللہ تعالیٰ نے ہمارے گھر کے اندر بھی ایک کنواں جاری کیا تھا۔ لوگ خالی پیٹ آتے تھے اور پیٹ کا ڈول بھر کے جاتے تھے، تمہیں کیوں ڈر ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس کنویں کے پانی کو کم کر دیں گے۔ بیوی کی بات سن کر خاوند کے دل پر ایسی چوٹ پڑی کہ کہنے لگا، میں مہمان خانے کو دوبارہ جاری کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ خاتون جب تک زندہ رہی اس علاقہ میں وہ مہمان خانہ اسی طرح جاری رہا۔

### حضور اکرم ﷺ کی دعا:

میرے دوستو! انسان اللہ تعالیٰ کے راستے میں جتنا خرچ کریں گے اللہ تعالیٰ اتنا زیادہ عطا کریں گے۔ اس رزق کے فیصلے ہونے کی رات آج ہے۔ ان اوقات کو غنیمت جان لیجئے۔ معلوم نہیں کہ آئندہ سال ہمیں شعبان اور رمضان تک پہنچنا نصیب بھی ہوگا یا نہیں ہوگا۔ نبی علیہ السّلام دعا کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ

بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبَ وَ شَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا اِلٰى رَمَضَانَ اے اللہ! ہمیں رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔

## ایک عجیب نکتہ:

دعا مانگنے کے بارے میں ایک نکتہ سمجھ لیجئے کہ جب ہم دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں نیک بنا دے تو اس دعا کے مانگنے کا ایک فائدہ تو کم از کم یہ ہے کہ کل قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اے میرے بندے! تو نیک کیوں نہ بنا؟ تو وہ بندہ کہہ سکے گا کہ اے میرے پروردگار! میں آپ سے دعا تو مانگتا تھا۔ جب نامۂ اعمال میں دعا موجود ہوگی تو اللہ تعالیٰ اسی دعا کو عذر بنا کر اس بندے کی مغفرت فرما دیں گے کہ ہاں بھئی ہم سے دعا مانگتا تو تھا کہ اے اللہ، مجھے نیک بنا دے۔ اس لئے سب سے پہلی دعا یہ مانگئے کہ اے اللہ! مجھے نیک بنا دے۔

## اللہ سے اللہ کا عشق مانگئے:۔

آج اللہ تعالیٰ سے دنیا کا مال مانگنے والے، خوبصورت بیوی مانگنے والے، دنیا کے عہدے مانگنے والے، صحت اور شہرت مانگنے والے بہت زیادہ ہیں مگر آج اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کو مانگنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ کہیں ایسے چہرے نظر آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے اداس پھر رہے ہوں؟ کیا ایسے نوجوان ہیں جو رات کے آخری پہر میں اٹھ کر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی ضربیں لگاتے ہوں؟ اس لئے آج اللہ تعالیٰ سے اس کا عشق مانگ لیجئے۔ اور زبان حال سے کہئے۔

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں  میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

عشق الٰہی وہ نعمت ہے کہ جب بندے کو مل جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کی سرداری عطا فرما دیتے

ہیں۔

### صلوۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ:

آج رات صلوۃ التسبیح پڑھئے۔اس نماز میں چار رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں 75 مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَر پڑھا جاتا ہے۔ ہر رکعت میں 75 مرتبہ پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھ کر یہ تسبیح 15 مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ پھر سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ پھر کوئی سورۃ یا آیات ملائی جاتی ہیں پھر رکوع کرنے سے پہلے دس مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ پھر رکوع میں جا کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ پڑھنے کے بعد دس مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ پھر رکوع سے اٹھ کر قومہ میں دس مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ پھر پہلا سجدہ کیا جاتا ہے اس سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ کر یہ تسبیح دس مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ پھر جب پہلے سجدے کے بعد اٹھ کر بیٹھتے ہیں اس وقت دس مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ پھر دوسرے سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھنے کے بعد دس مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے۔اس طرح ایک رکعت میں کل 75 مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے۔اور چار رکعتوں میں کل 300 مرتبہ ہو جاتی ہے۔ اگر کسی رکن میں پڑھنا بھول جائیں تو اگلے رکن میں اس کی تعداد پوری کر لی جائے۔اور گننے کا طریقہ یہ ہے کہ جیسے ہاتھ باندھے کھڑے ہوں اسی حالت میں انگلیوں کے پورے دبا کر گنا جائے۔

### صلوۃ التسبیح کی فضیلت:

صلوۃ التسبیح کی فضیلت کا تذکرہ کرتے ہوئے نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا کہ اس نماز کی اتنی برکت ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ وہ روزانہ ایک مرتبہ پڑھے۔ اگر روزانہ نہیں پڑھ سکتا تو ہر جمعہ کے دن

یعنی ہفتے میں ایک دن پڑھ لیا کرے۔ اگر ہفتے میں ایک دفعہ نہیں پڑھ سکتا تو مہینے میں ایک دفعہ پڑھ لیا کرے۔ اگر مہینے میں بھی ایک مرتبہ نہیں پڑھ سکتا تو سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے۔ اور اگر سال میں بھی ایک مرتبہ نہیں پڑھ سکتا تو کم از کم زندگی میں ایک مرتبہ ضرور پڑھ لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

## قبولیتِ دعا کا راز:

میرے دوستو! دعا دل کا عمل ہے، زبان سے تو فقط اظہار ہوتا ہے اس لئے دل سے گڑ گڑا کر دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو ضرور قبول فرمائیں گے۔ ایک بزرگ جب مجمع میں دعا مانگتے تو فرماتے کہ ہماری دعا قبول ہوگئی۔ کسی نے کہا، حضرت! آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہماری دعا قبول ہوگئی۔ آپ نے فرمایا، اتنا مجمع اگر کسی سخی کے دروازے پر چلا جائے اور اس سے جا کر وہ ایک چونی کا سوال کرے تو بتاؤ کہ وہ اتنے مجمع کو خالی ہاتھ بھیجے گا یا چونی دے کر بھیجے گا؟ اس نے کہا، حضرت! وہ خالی تو نہیں بھیجے گا، ایک چونی تو دے ہی دے گا۔ آپ نے فرمایا، اس دنیا دار کا چونی دینا مشکل کام ہے اور پروردگار کے لئے ان سب کو معاف کر دینا آسان کام ہے۔

## بخشش کا عجیب بہانہ:

اب ایک نکتہ سمجھئے کہ ہر بندے کی حفاظت کے لئے فرشتے متعیّن ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ○ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ○ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الانفطار:12-10) اعمال نامہ لکھنے والے محافظ فرشتے مقرر ہیں۔ یہ ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ مگر ایک بزرگ نے بڑی عجیب بات لکھی کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر کا ارادہ کر لیتے ہیں تو اس کے گناہ لکھنے والے فرشتے کو تو

نہیں بدلتے مگر نیکیاں لکھنے والے فرشتے کو بدلتے رہتے ہیں۔ گویا گناہ لکھنے والا فرشتہ وہی رہا اور نیکیاں لکھنے والے فرشتے بدلتے رہے۔ جب قیامت کے دن نامۂ اعمال کھلے گا تو گواہیاں دینے والے فرشتے دو طرح کے ہوں گے۔ گناہوں کی گواہیاں دینے والا فرشتہ ایک ہوگا اور نیکیوں کی گواہی دینے والے فرشتوں کی ایک جماعت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اسی بات کو بہانہ بنالیں گے کہ میں ایک کی بات مانوں یا جماعت کی بات مانوں۔ چنانچہ جماعت کی بات قبول کر کے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مغفرت فرما دیں گے۔

## روز جزا کا مالک:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ میں قیامت کے دن کا منصف ہوں۔ بلکہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (الفاتحہ:3) فرمایا کہ میں روز جزا کا مالک ہوں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ منصف خود بھی اصول کا پابند ہوتا ہے۔ کسی کی Favour (حمایت) کرنا اس کے لئے منع ہوتا ہے۔ لیکن جب کوئی مالک بن گیا تو اب اس کے پاس اختیار ہے کہ وہ جب چاہے، جس کو چاہے بخش دے، وہ گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے تو پروردگار اس کا بھی حق رکھتا ہے۔ اور وہ کسی کی نیکیوں کو ٹھکرا دینے کا بھی حق رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ جب ہمارا معاملہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (الفاتحہ:3) سے ہے تو کیوں نہ ہم آج ہی اس مالک کو منالیں تاکہ وہ ہمارے گناہوں پر قلم پھیر دے اور ہمارے گناہوں کو ہماری نیکیوں میں بدل دے۔

آج کی رات اس حوالے سے بڑی اہم رات ہے اس لئے آج خصوصی دعائیں مانگئے۔ کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ آج کی رات میں ہمارے لئے خیر کے فیصلے فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ